۱۴/۱/۱۹
اردو

اسلام علیکم ورحمۃ اللہ

سوال نمبر ۱: کیا تنخواہ کے لئے کھولے گئے کریڈٹ اکاؤنٹ پر زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔ جس سے ماہانہ کٹوتی یا ضرورت کے وقت پیسے نکالے جاسکتے ہیں۔ اور سال کے آخر میں کچھ رقم اکاؤنٹ میں باقی ہو۔

سوال نمبر ۲: تنخواہ سے کچھ بچت کرکے میں نے ایک پلاٹ خریدا ہے۔ اس غرض سے کہ اسکو مستقبل میں فروخت کرکے اس رقم سے گھر بناؤں گا یا کوئی اور ضرورت پوری کروں گا۔ تو کیا اس پر زکوٰۃ ادا کروں گا۔ اگر زکوٰۃ ادا کرنی ہے۔ تو کس ترتیب سے ادا کروں۔

دارالافتاء
فتویٰ نمبر ۲۶/۲۳۶

برائے مہربانی رہنمائی فرماکر مشکور فرمائیں

شکریہ

۳۔ اگر پلاٹ پر کچھ منافع ملے
پھر بیچنے کا ارادہ نہیں۔ اور پھر
دوسرا کوئی پلاٹ لوں گا۔
اگر یہی تبدیل کرکے اس رقم سے
پھر کیا صورت ہوگی۔

سائل: فواد احمد خان
موبائل نمبر 0345-9856559

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب حامداًومصلیًا

(۱)۔۔۔واضح رہے کہ کرنٹ اکاونٹ میں آپ کی موجود رقم بینک پر قرض ہے، جس کی سالانہ زکوۃ ادا کرنا شرعاً آپ کے ذمہ لازم ہے۔لہذا اگر آپ صاحبِ نصاب ہوں (یعنی آپ کی ملکیت میں ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی قیمت کا نقد روپیہ یا سونا یا سامانِ تجارت ہو، یا ان چاروں اشیاء میں سے بعض یا سب کا مجموعہ مل کر ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہو)، تو جب قمری سال پورا ہو کر زکوۃ ادا کرنے کی تاریخ آئے، تو آپ کے صاحبِ نصاب ہونے کی صورت میں کرنٹ اکاونٹ میں جو رقم بچی ہوئی ہے، وہ بھی اس نصاب میں شامل ہو گی اور اس کی زکوۃ ادا کرنا فرض ہو گا۔

الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (۲/ ۳۰۵)

(و) اعلم أن الديون عند الإمام ثلاثة: قوي، ومتوسط، وضعيف؛ (فتجب) زكاتها إذا تم نصابا وحال الحول، لكن لا فورا بل (عند قبض أربعين درهما من الدين) القوي كقرض (وبدل مال تجارة) فكلما قبض أربعين درهما يلزمه درهم(قوله: إذا تم نصابا) الضمير في تم يعود للدين المفهوم من الديون، والمراد إذا بلغ نصابا بنفسه أو بما عنده مما يتم به النصاب (قوله: وحال الحول) أي ولو قبل قبضه في القوي والمتوسط وبعده الضعيف ط

(وفيه ايضاً) (۲/ ۲۵۹)

(وسببه) أي سبب افتراضها (ملك نصاب حولي) نسبة للحول لحولانه عليه(قوله نصاب) هو ما نصبه الشارع علامة على وجوب الزكاة من المقادير المبينة في الأبواب الآتية، وهذا شرط في غير زكاة الزرع والثمار؛ إذ لا يشترط فيها نصاب، ولا حولان حول كما سيأتي في باب العشر (قوله: نسبة للحول) أي الحول القمري لا الشمسي كما سيأتي متنا قبيل زكاة المال (قوله: لحولانه عليه) أي لأن حولان الحول على النصاب شرط لكونه سببا،

(وفيه ايضاً) (۲/ ۲۶۷)

(وشرطه) أي شرط افتراض أدائها (حولان الحول) وهو في ملكه (وثمنية المال كالدراهم والدنانير) لتعينهما للتجارة بأصل الخلقة فتلزم الزكاة كيفما أمسكهما ولو للنفقة (أو السوم) بقيدها الآتي (أو نية التجارة) في العروض،(قوله: وهو في ملكه) أي والحال أن نصاب المال في ملكه التام كما مر، والشرط تمام النصاب في طرفي الحول كما سيأتي،

بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع (۲/ ۱۳)

أما الأول فنقول: لا خلاف في أن أصل النصاب وهو النصاب الموجود في أول الحول يشترط له الحول لقول النبي - صلى الله عليه وسلم -: «لا زكاة في مال حتى يحول عليه الحول» ؛

وفيه ايضاً (٢/ ١٥)

وأما الثاني وهو بيان ما يقطع حكم الحول وما لا يقطع فهلاك النصاب في خلال الحول يقطع حكم الحول حتى لو استفاد في ذلك الحول نصابا يستأنف له الحول.لقول النبي: - صلى الله عليه وسلم - «لا زكاة في مال حتى يحول عليه الحول» ، والهالك ما حال عليه الحول.وكذا المستفاد بخلاف ما إذا هلك بعض النصاب ثم استفاد ما يكمل به؛ لأن ما بقي من النصاب ما حال عليه الحول فلم ينقطع حكم الحول.

(۲)۔۔۔صورتِ مسؤلہ میں مذکورہ پلاٹ خریدتے وقت اگر آگے فروخت ہی کرنے کی حتمی نیت نہیں تھی ،بلکہ یہ نیت تھی کہ اگر موقع ہواتواس کواپنی ضرورت(مثلاًرہائش کے لئے گھروغیرہ بنانے)کے لئے استعمال کریں گے،یااگر کچھ نفع بخش ہواتواسے فروخت بھی کردیں گے،یعنی آگے فروخت ہونے کی نیت متردد تھی،کوئی ایک واضح نیت نہیں تھی،تو یہ مالِ تجارت نہیں ہے،اوراس صورت میں اس پر زکوۃ واجب نہیں۔

واضح رہے کہ اگر آپ کوئی پلاٹ تجارت کی نیت سے خریدینگے تو آپ پر اس کی زکوۃ ادا کرنا شرعاًلازم ہو گا،بیوی کی زیور بیچ کر کے رقم ملانے کی صورت میں شرعاًیہ تفصیل ہے،کہ اگر بیوی یہ رقم بطور قرض دے رہی ہے،تو بھی پلاٹ کی زکوۃ صرف آپ کے ذمہ لازم ہو گی،اوراسکی مالیت میں سے قرض کی رقم منہاکی جاسکے گی،البتہ اگر بیوی کی رقم کے بقدر پلاٹ کی ملکیت میں اس کو حصہ دار بنانا مقصود ہو،اور پلاٹ تجارت کی نیت سے لیا گیاہو،توپلاٹ کی بازاری قیمت (مارکیٹ ویلیو)پر زکوۃ ہر ایک پر اس کی ملکیت کی تناسب سے لازم ہو گی،اور بیوی اپنی رقم کے تناسب سے پلاٹ میں حصہ دار بنے گی۔

الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (٢/ ٢٧٣)

والأصل أن ما عدا الحجرين والسوائم إنما يزكى بنية التجارة بشرط عدم المانع المؤدي إلى الثنى وشرط مقارنتها لعقد التجارةهو كسب المال بالمال بعقد شراء أو إجارة أو استقراض. ولو نوى التجارة بعد العقد أو اشترى شيئا للقنية ناويا أنه إن وجد ربحا باعه لا زكاة عليه (قوله: ولو نوى إلخ) محترز قوله: وشرط مقارنتها لعقد التجارة ح

(وفيه ايضاً) (٢/ ٢٧٢)

(وما اشـــتراه لها) أي للتجارة (كان لها) لمقارنة النية لعقد التجارة (قوله: كان لها إلخ) لأن الشرط في التجارة مقارنتها لعقدها وهو كسب المال بالمال بعقد شراء أو إجارة

درر الحكام شرح غرر الأحكام (١/ ١٧٣)

(ولا) تجب أيضا (في دور لا للسكنى) تفريع أيضا على قوله نام ولو تقديرا (ونحوها) كثياب لا تلبس وأثاث لا يستعمل ودواب لا تركب وعبيد لا تستخدم وكتب العلم لغير أهلها ونحو ذلك (ولم ينو التجارة) لانتفاء النماء التقديري

الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (٢/ ٢٥٩)

(وسببه) أي سبب افتراضها (ملك نصاب حولي) نسبة للحول لحولانه عليه(قوله نصاب) هو ما نصبه الشارع علامة على وجوب الزكاة من المقادير المبينة في الأبواب الآتية، وهذا شرط في غير زكاة الزرع والثمار؛ إذ لا يشترط فيها نصاب،

(وفيه ايضاً) (٢/ ٢٦٧)

(وشرطه) أي شرط افتراض أدائها (حولان الحول) وهو في ملكه (وثمنية المال كالدراهم والدنانير) لتعينهما للتجارة بأصل الخلقة فتلزم الزكاة كيفما أمسكهما ولو للنفقة (أو السوم) بقيدها الآتي (أو نية التجارة) في العروض، إما صريحا ولا بد من مقارنتها لعقد التجارة كما سيجيء،---------- **والله سبحانه وتعالى اعلم**

الجواب صحیح
بندہ محمود اشرف غفر اللہ
مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی
۲۵/ ربیع الثانی /۱۴۴۱ھ
23/ دسمبر/2019ء

زاہد اللہ
زاہد اللہ غفرلہ ولوالدیہ
دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی
۳۳/ ربیع الثانی /۱۴۴۱ھ
21/ دسمبر/2019ء

الجواب صحیح
دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی
۲۵/ ربیع الثانی /۱۴۴۱ھ
23/ دسمبر/2019ء

الجواب صحیح
شاہ محمد تفضل علی عفی عنہ
دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی
۲۵/ ربیع الثانی /۱۴۴۱ھ
۲۳/ دسمبر/2019ء

دار الافتاء
فتویٰ نمبر ۲۶/۲۱۳۶
۲۵/ ۵/ ۱۴۴۱ھ
۲۸/ ۱۲/ ۲۰۱۹